سوال

کیامندرجہ ذیل حدیث صحیح ہے اوراس کا معنیٰ کیا ہے ؟ (مجھ سے لکھا نہ کرو ، اورجس نے قرآن کے علاوہ جوکچھ لکھا ہے وہ اسے مٹا دے) ، اللہ تعالی آپ کوجزائے خیر عطا فرمائے ۔

جواب

الحمد للہ

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
(مجھ سے لکھا نہ کرو ، اورجس نے قرآن کے علاوہ جوکچھ لکھا ہے وہ اسے مٹا دے اورمیری طرف سے حدیث بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔ ۔) صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق حدیث نمبر (5326) ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ :

قاضی کا قول ہے کہ کتابت علم کے بارہ میں صحابہ اورتابعین میں بہت سا اختلاف تھا ان میں اکثر نے تو اسے مکروہ جانا ، لیکن اکثر نے اسے جائز قرار دیا ہے ، پھر مسلمان اس کے جواز پر جمع ہوگئے اوریہ اختلاف ختم ہوگیا ۔

اس حدیث میں وارد نہی سے کیا مراد ہے اس میں اختلاف پایا جاتا ہے :

ایک قول تو یہ کہ : یہ اس کے حق میں ہے جس کا حفظ واثق ہے اور اسے حفظ میں پورا وثوق حاصل ہے اوروہ اس سے ڈرتا ہے کہ اگر وہ لکھنا شروع کردے تو وہ کتابت پر ہی بھروسہ کرلے گا اور حفظ خراب ہوگا ۔

اوروہ احادیث جس میں لکھنے کی اباحت ہے انہیں اس پر محمول کیا جائے گا کہ وہ ان کے لیے ہیں جن کا حفظ کمزور ہے اوروہ حفظ میں وثوق نہیں رکھتے ، مثلا حدیث ابوشاہ ، اور صحیفہ علی رض اللہ تعالی عنہ والی حدیث ، اوراسی طرح عمرو بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث جس میں فرائض ، سنن اوردیات کا تذکرہ ملتا ہے ۔

اوراسی طرح وہ حدیث جس میں زکاۃ کا نصاب اورکتاب الصدقہ کا ذکر ہے اورابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے انس رضی اللہ تعالی عنہ کو دے کر بحرین کی جانب روانہ کیا تھا ، اور ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ والی حدیث جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ لکھا کرتے اورمیں نہیں لکھتا تھا ، اس کے علاوہ اوربھی بہت ساری احادیث ملتی ہیں ۔

اوریہ بھی کہا گیا ہے کہ :

نہی والی حدیث ان احادیث کے ساتھ منسوخ ہے ، نہی اس وقت تھی جب اس بات کا ڈر تھا کہ احادیث کا قرآن مجید میں اختلاط نہ ہوجائے توجب یہ خوف ختم ہوا تو لکھنے کی اجازت دے دی گئ ۔

اوریہ بھی کہا گیا ہے کہ :

ایک ہی صحیفہ میں قرآن اور حدیث کو لکھنے کی ممانعت تھی تاکہ مل نہ جائے اور قاری پر ایک ہی صحیفہ میں مشابہت نہ ہو۔

واللہ تعالی اعلم ، اھ۔ دیکھیں شرح مسلم (18/129-130)۔

امام بخاری رحمہ اللہ الباری حدیث ابی شاہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں :

ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ سے نوازا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا :

بلاشبہ اللہ تعالی نے مکہ سے ہاتھیوں کو روک دیا اور اپنے رسول اور مومنوں کو اس پر مسلط کردیا ، دراصل بات یہ ہے کہ مکہ نہ تو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال تھا اور میرے لیے بھی دن میں تھوڑی دیر کے لیے حلال کیا گیا ہے اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔

تو اس کا شکار بھگا کر باہر نہیں نکالا جائے گا ، اور نہ ہی اس کے درخت کاٹے جائیں گے اور نہ ہی اس میں گری ہوئی چیز ہی حلال ہے الا یہ کہ کوئی اسے اعلان کرنے کے لیے اٹھائے ، اور اگر کسی کا کوئی قتل کردیا جائے تو اس کے لیے دو اختیار ہیں یا تو وہ دیت لے اور یا پھر قصاص۔

عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرمانے لگے اذخر گھاس کے علاوہ اس لیے کہ ہم اسے قبروں اور گھروں کے لیے استعمال کرتے ہیں ، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذخر گھاس کے علاوہ (یعنی باقی درخت حرام ہیں) تو اہل یمن میں سے ابوشاہ کھڑا ہو کر کہنے لگا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ لکھ دیں ، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوشاہ کو لکھ دو۔

صحیح بخاری اللقطۃ حدیث نمبر (2254) صحیح مسلم الحج حدیث نمبر (1355)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ ابوشاہ کے قصہ سے یہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ (اکتبوا لابی شاہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے حدیث لکھنے کی اجازت عطا فرمادی ہے۔

اس حدیث کا صحیح مسلم کی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ والی حدیث سے تعارض ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

(قرآن کے علاوہ مجھ سے کچھ بھی نہ لکھا کرو) صحیح مسلم۔

تو ان دونوں کے درمیان جمع اس طرح ممکن ہے کہ لکھنے کی نہی نزول قرآن کے وقت خاص ہے تاکہ وہ حدیث سے خلط ملط نہ ہوجائے ، اور نزول قرآن کے وقت کے علاوہ لکھنا جائز ہے۔

یا پھر یہ کہ نہی ایک ہی صحیفہ میں قرآن اور غیر قرآن لکھنے کے ساتھ خاص ہے ، اور ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ لکھنے کی اجازت ہے۔

یا پھر نہی مقدم اور بعد میں جب خلط ملط ہونے کا خطرہ جاتا رہا تو اجازت دے کر منسوخ کردیا گیا ، اور یہ توجیہ اقرب ہے اور پھر یہ اس کے منافی بھی نہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ : نہی اس کے ساتھ خاص ہے جس کا حفظ کو چھوڑ کر صرف کتابت پر بھروسہ کرنے کا خدشہ ہو ، اور جس سے یہ خدشہ نہ ہو اسے اجازت ہے۔

علماء کرام رحمھم اللہ کا کہنا ہے کہ :

صحابہ کرام اور تابعین میں سے ایک جماعت لکھنا پسند نہیں کرتی تھی بلکہ وہ یہ پسند کرتے تھے کہ جس طرح انہوں نے حفظ کیا ہے وہ بھی احادیث کو حفظ کریں ، لیکن جب اس کام کے

لیے ہمتیں ناکافی اورامت کو یہ خدشہ پیدا ہوا کہ علم ضائع ہوجائے تو انہوں نے اس کی تدوین کرلی ۔ اھ فتح الباری (208/1) ۔

واللہ تعالی اعلم .